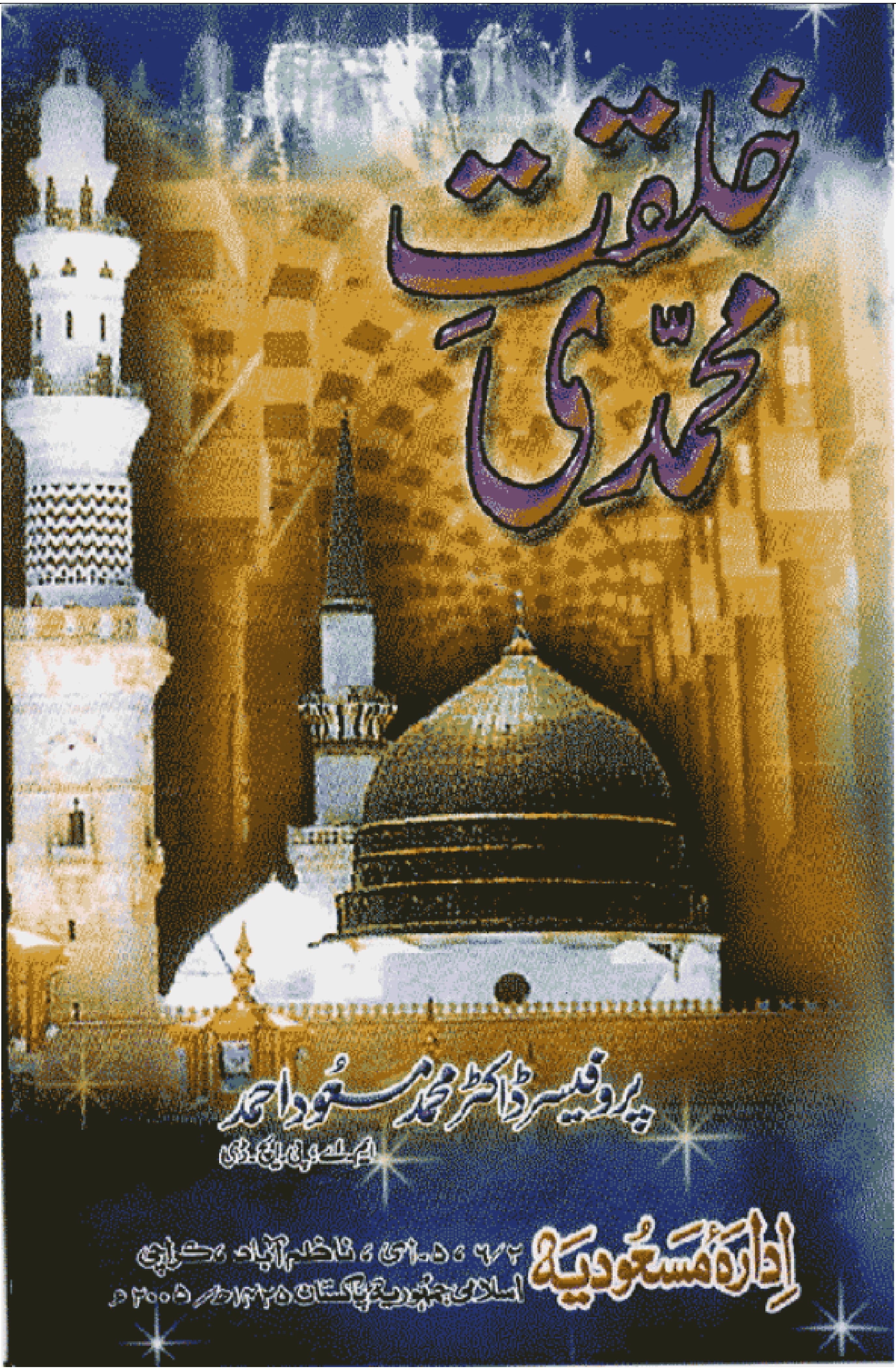

خلقتِ محمدی ﷺ
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی
اِدارۂ مسعودیہ
۴/۲، ۵ ای، ناظم آباد ۵، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صلی اللہ علیہ وسلم

خلقتِ محمدی

مصنفہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبہ

محمد علی سومرو مسعودی

ادارۂ مسعودیہ

۵۰۶/۲ ـ ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب .... خلقت محمدی

مصنف .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتب .... محمد علی سومرو مسعودی

حروف ساز .... سید شعیب افتخار مسعودی، محمد عدیل

جیلانی پرنٹ، کراچی، ۵۶۵۰۳۵۲

ناشر .... ادارۂ مسعودیہ، کراچی

طباعت ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

اشاعت .... اوّل

تعداد .... (۱۰۰۰) ہزار

مطبع .... برکت پریس، کراچی

قیمت ....

ملنے کے پتے

۱......ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵/ای، ناظم آباد، کراچی

۲......ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، شوگن مینشن، محمد علی جناح روڈ آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی

۳......ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، ۲۵۔ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی

۴......فرید بک اسٹال، ۳۸۔ اردو بازار، لاہور

۵......ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی

۶......مکتبہ غوثیہ، محلہ فرقان آباد، پرانی سبزی منڈی، کراچی

۷......سکندر علی مسعودی ابن لیاقت علی مسعودی، ۲۵ ریٹیسن روڈ، لاہور

۸......ادارۂ مظہر اسلام، نئی آبادی، مجاہد آباد، مغل پورہ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطّلب

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي ۔۔۔ مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

آپ اس سے پہلے سایۂ خاص میں بسر کر رہے تھے اور ۔۔۔ اُس منزلِ محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ ۔۔۔ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ بستی میں اُترے، مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے ۔۔۔ نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ ۔۔۔ اَلْجَمَ نَسْرًا وَاَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ وہ آبِ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا ۔۔۔ جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰى رَحِمٍ ۔۔۔ اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

منتقل ہوتا رہا صُلب سے رحم کی طرف ۔۔۔ پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبۂ حال کا ظہور ہوا

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا ۔۔۔ فِيْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

آپ آتشِ خلیل میں اُترے، چھپے چھپے، ۔۔۔ آپ اُن کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ ۔۔۔ خِنْدِفَ، عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحبِ شوکت گھرانہ ہوا جو ۔۔۔ خندف جیسی رفیع الرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَ ۔۔۔ رْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین ۔۔۔ اور روشن ہوگئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّـ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں

ـوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

فہرس

۱۔ پیشِ لفظ	محمد علی سومرو مسعودی
۲۔ جھلکیاں	
۳۔ خلقتِ محمدی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۴۔ حواشی اور حوالے	
۵۔ حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا تحقیقی جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
	مفتی محمد جان مجددی نعیمی
۶۔ اختتامیہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

پیش لفظ

حضرت مسعود ملت' مجدد ملت' سعادت لوح وقلم' عظیم محقق و تحقیق نگار، ماہر رضویات' نبہانی العصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ سے کون واقف نہیں بلکہ یوں کہیئے کہ آپ کے علمی ادبی و قلمی چرچے تمام ملکوں میں ہورہا ہے اور بلاشبہ اس نفس پروری دور میں اعلیٰ نظر آتے ہیں'......

حضرت مسعود ملت جن کا تحریری سلسلہ بہت وسیع نظر آتا ہے......اب تک بے شمار مضامین، مقالات، تقدیمات اور کتابیں تحریر فرما چکے ہیں......تحریریں اس قدر عاشقانہ، عارفانہ، شاعرانہ، عقیدت مندانہ اور عالمانہ ہوتی ہیں کہ ہر کوئی متاثر ہوتا ہوا نظر آتا ہے......کتاب ''جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰ء) بھی اسی انداز میں ہے' اللہ اللہ! کتاب کیا ہے......سراپا محبت اور سراپا عشق......ایک ایک جملے میں جذبۂ ایمان و جذبۂ عقیدت جھلکتا نظر آتا ہے'......یہ کتاب راقم نے ایک صاحب کو پڑھنے کے لئے دی، عقیدے کے ٹھیک نہ تھے......محبت و عشق سے خالی تھے الحمدللہ اس کتاب نے ان کے دل میں جذبۂ ایمان و عقیدت پیدا کی اور محبت و عشق سے انہیں آشنائی ہوئی خود راقم سے کہا کہ اس کتاب نے میرے بہت سے شک اور غلط فہمیاں دور کیں' ماشاءاللہ! سبحان اللہ......

اس کے علاوہ یہی کتاب دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دی الحمدللہ متاثر ہی ہوئے۔ بہرحال کتاب جان جاناں اتنی اچھے انداز میں خلقت محمدی ظہور قدسی اور جشنِ ولادت کے حقیقت کو اُجاگر کررہی ہے جو اپنی مثال آپ ہے ہم یہاں

اس کتاب کا پہلا باب ''خلقت محمدی'' پیش کر رہے ہیں...... اس کتاب کے شروع میں قرآن وحدیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' تخلیق اوّل ہیں (حدیث نور پر آپ نے ایک تازہ مقالہ قلم بند کیا ہے وہ بھی آخر میں شامل کر دیا گیا ہے) اور یہ بھی ثابت کیا جا رہا ہے کہ ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور اور آمد آمد کی خوشی خبریاں سنائیں' ان شواہد سے پتہ یہ چلا کہ ہر پیغمبر نے اپنے اپنے وقت میں محفل سجا کر ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اور کتاب تاریخی حوالوں سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو جو نشانیاں بتائی گئی انہیں جمع کرتی چلی جا رہی ہے...... کتاب اس حقیقت کو بھی اُجاگر کر رہی ہے کہ جشنِ ولادت منانا اور اس خوشی میں محفلیں قائم کرنا باعثِ اجر ہے اور اس کے بھی دلائل پیش کر رہی ہے کہ میلاد شریف منعقد کرنا اسلاف کرام کی سنت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود صحابہ' اکرم رضی اللہ عنہم کے سامنے ذکر ولادت فرمایا...... اس لئے ایسی کوئی دلیل نہیں کہ ذکر ولادت شریف کی خوشی میں محفلیں قائم نہ کرنی چاہئے بلکہ ہمارے اسلاف کرام ہر دور میں میلاد شریف مناتے آئیں ہیں اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں' بہرحال کتاب عاشقانہ انداز میں اس حقیقت کو بھی اُجاگر کر رہی ہے جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی عید ہے''...... اللہ اللہ! کیا راز کھولا جا رہا ہے'...... بیشک یہ عید سب سے بڑی ہے کہ اسی عید کے صدقے ہمیں ساری عیدیں نصیب ہوئیں یہ معمولی بات نہیں بہت بڑی بات ہیں...... غور کرنے کی بات ہے ہر انسان کو سمجھ لینا چاہئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا...... اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسیلہ ہی سے ساری کائنات کو سجایا اور ساری نعمتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا وسیلہ بنایا..... اللہ نے حکم فرمایا کہ اپنی نعمت کا خوب چرچا کرو..... کتاب باخبر کر رہی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی اوّل نعمت ہیں..... اس میں اشارہ ہے ہمارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر و چرچا کرنے کا 'کتاب ہر وہ دلیل پیش کر رہی ہے جو قرآن کریم و حدیث مبارکہ میں ہے..... یہی وجہ ہے کتاب میں دلیل و شواہد کے انبار لگا دیئے ہیں کہ جن سے شک وشبہات دُور ہوتے ہیں اور انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی..... کتاب عالم اسلام کے مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی بیدار کر رہی ہے اور پیغام دے رہی ہے کہ اپنے دلوں کو ذکر رسول اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشن کیجئے اور اپنے ایمان وعقیدے کو درست کیجئے..........

○

باب ''خلقتِ محمّدی'' میں قرآن وحدیث سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نُور ثابت کیا اور شواہد پیش کئے کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا میں بشری صورت میں بھیجا..... اللہ کے ہاں آپ نُور ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا..... جو نُور کی حقیقت سے واقف نہیں انہیں قرآن کریم وحدیث مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہئے......

باب ''خلقتِ محمدی'' میں بتایا گیا ہے کہ نُورِ محمدی سے ہی کائنات کا ذرّہ ذرّہ وجود میں آیا یہاں تک حضرت آدم علیہ السلام بھی نہ تھے اللہ نے آپ کو نُورِ محمدی کے ہی وسیلے سے پیدا فرمایا اور جب آپ سے لغزش ہوئی اللہ نے اسی نُور کے طفیل معاف فرمایا..... روایتوں میں آیا ہے کہ ''حضرت آدم علیہ السلام نے خود عرش پر نُورِ محمدی کا جلوہ ملاحظہ فرمایا..... اللہ اللہ! نُورِ محمدی کو کیا وجود بخشا کہ سارے جہاں کو آباد فرما دیا آج جو کچھ ہے سب اسی نُور کے صدقے سے

ہے ..... بابِ ''خلقتِ محمدی'' میں ایک آیت پیش کی گئی جس کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ ''جو اس نُور کی پیروی کریں وہی لوگ با مراد ہیں''...... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوبات شریف میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:۔

''حقیقت مُحمدی علَیہِ مِنَ الصَّلوٰتِ افضَلُہا وَمِنَ اَکمَلُہا کہ ظہور اوّل میں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کے معنی یہ کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء کرام اور کیا ملائکہ عظام علیہ وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے حقائق کا اصل ہے۔ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہُ نُوْرِیْ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلِقتُ مِنْ نُوْرِ اللہِ وَ الْمُؤمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ فَھُوَ نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اِرْسَالُہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلوٰتُ وَالتَّسلِیْمَاتُ یہی وجہ ہے کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ کی اتباع طلب کرتے رہے اور آپ کی اُمت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے جیسا کہ حدیث میں درج ہے''۔

(دفتر سوم۔ حصہ نہم ص ۱۲۷ امکتوب نمبر ۱۲۲)

اب غور کریں کہ جو نُورِ محمدی کی حقیقت سے واقف نہیں کتنی عجیب بات معلوم ہوتی ہے انہیں اس حقیقت سے آگاہی حاصل کر لینی چاہیئے اور قرآن و حدیث میں جو نُور کا ذکر آیا ہے اسے ہر حالت میں تسلیم کرنا چاہیئے ...... یاد رکھیں جو نُور کو نہیں مانتے اُن کے اس انکار سے نُورِ محمدی کو کوئی فرق نہیں آئے گا ہاں، اپنے آپ کو ضرور خسارے میں ڈالیں گے اگر ہم دوسری طرف جائیں کہ ایسے لوگ قرآن کریم کی ایک آیت پر ایمان ہی نہیں رکھتے تو وہ اپنے بارے میں خود فیصلہ کریں کہ مسلمان رہنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ ...... اس لیے جو قرآن کہہ رہا ہے

اس پر ایمان لانا ہی لانا ہے اور اُن پر بھی ایمان لانا ہے جن سے ان کی نسبت ہو' اس پر غور کریں اور خوب غور کریں یہ بات ایمان اور عقیدے کی ہے' ایمان کی نشانی بھی یہی ہے کہ جو قرآن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظمت کو بیان کرے اسے ہر حال میں تسلیم کرنا ہے...... اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں'...... باب ''خلقت محمدی'' جس میں بتایا گیا کہ اللہ نے اپنے ہی نُور سے نُور محمدی کو وجود بخشا اور اسی نُور سے ساری مخلوق کو پیدا کیا...... جب اسی نُور کے وسیلے حضرت آدم علیہ السلام کی دُعا قبول ہوئی تو اللہ نے انسانوں کا سلسلہ بڑھایا اور یہی نُور پاک پشتوں سے ہوتا ہوا عبداللہ تک آیا...... اللہ نے اس نُور کو ظاہر فرمایا اور دُنیا میں بشری صورت میں انسانوں کے سامنے پیش کر کے، ایک ہدایت کا سرچشمہ جاری فرمایا'...... اب انسان پھر بھی نور محمدی کے حقیقت کو نہ جانے تو اس سے بڑی کوئی بدنصیبی نہیں، حضرت مسعود ملت نے ایک جگہ خوب فرمایا:۔

انسان کو مٹی سے بنایا یہ سب کی سمجھ میں آ گیا...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نُور سے بنایا یہ سمجھ میں نہ آیا' یہ بات عجائبات سے ہے'...... ''آخری پیغام'' (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء) ص ۲۲۶ میں ایک جگہ نُور کی حقیقت کو اس طرح اُجاگر کیا'...... جب اُس حُسن نے 'نُور' میں جلوہ دکھایا تو محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا پیکر نورانی جلوہ افروز ہوا'......

اللہ اللہ! حضرت مسعود ملت نے اِس باب ''خلقت محمدی'' میں اپنے عشق میں سرشار ہو کر اس حقیقت نُور محمدی کو اجاگر کیا اور اس موضوع پر کافی شواہد جمع فرمائے...... آپ کی ایک ایک تحریر پڑھیئے اور غور کرنے کے قابل...... آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور ہونے پر عالم اسلام کو دعوت جس انداز میں دی اس کا جواب نہیں...... عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تخلیق محمدی کو جس انداز میں آپ کی تحریر متوجہ کرتی چلی جا رہی ہے یہ اپنی مثال آپ ہے'......

○

حضرت مسعود ملت کا انداز تحریر عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اجاگر کرتی چلی جاتی ہیں...... آپ کی نگارشات جس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے بار بار پڑھنے کو دل چاہئے...... آپ کے نگارشات وملفوظات سے عام لوگوں کے علاوہ علماء واہل قلم بھی فیض پا رہے ہیں'...... آپ کا تصنیفی وتالیفی سلسلہ بلا شبہ آج عالم اسلام بالخصوص سواد اعظم اہلسنت کے لئے اہم کارنامہ ہے جس سے دُنیا آئندہ بھی بھرپور فائدہ حاصل کرتی رہے گی' انشاء اللہ تعالیٰ..................

آپ کی نگارشات کے مختلف زبانوں میں تراجم ہو کر لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر پھیل چکے ہیں...... بلاشبہ آپ کی نگارشات نے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جذبہ پیدا کیا ہے...... آپ کی نگارشات میں ایک اور جو خصوصیت دیکھنے میں آئی وہ ہے 'ادبیت' جس سے پڑھنے والا ضرور باادب ہوتا چلا جاتا ہے...... آپ کی انداز تحریر جس کی کیا تعریف کی جائے کہ لطافت ہی لطافت...... کیف ہی کیف ......روحانیت ہی روحانیت اور سُرور ہی سُرور...... اللہ اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے ہمارے سامنے ہے اور ہم کو سُنایا جارہا ہے...... یہ حقیقت ہے افسانہ نہیں جنہوں نے آپ کی کتابیں پڑھیں ہیں اس حقیقت سے واقف ہیں......شروع شروع راقم خود آپ کی کتابوں سے متاثر ہوا......آپ سے ملاقات کا شرف ہوا اور صحبت حاصل ہوئی......اب علمی وقلمی سلسلہ آپ ہی کے رہنمائی سے جاری ہوا ورنہ یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا نظر آتا ہے...... یہ سب حضرت کی دُعائیں اور روحانی فیض کا اثر ہے کہ یہ کام آسان ہوتا جارہا ہے......دُعا ہے اللہ سے آپ ہی کے صدقے یہ سلسلہ جاری وساری رکھے۔ (آمین)

بہر حال پیش نظر رسالہ کتاب ''جان جاناں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم'' کا ہی پہلا باب ہے دورانِ مطالعہ دل میں بات آئی کہ بابِ خلقتِ محمدی کو الگ سے چھپوایا جائے تا کہ لوگ اِس سے مستفیض ہو سکیں..... حضرت مسعود ملت سے ذِکر کیا' قربان جائیں حضرت کی شخصیت پر کہ اجازت بھی فرمائی اور حوصلہ بھی بڑھایا' الحمدللہ اب اسے چھپوانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے..... طباعت و اشاعت کا مقصد صرف یہی ہے کہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں اور جو نُورِ محمدی کے حقیقت کو نہیں جانتے اُس سے باخبر ہو جائیں۔ رسالہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو خبردار کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تخلیق اوّل ہے اور آپ ہی کے صدقے سارے جہاں کو بنایا اس حقیقت سے انکار کی گنجائش نہیں..... اس لئے اپنے ایمان و عقیدے کو جگائیں کیوں کہ ایمان ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ نہیں'......

بیشک یہ رسالہ مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے اس سے بھرپور فائدہ حاصل کرنا چاہئے..... دُعا ہے اللہ اس مقصد کو پورا فرمائے اور اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیٰ حبیبہ و آلہ و صحابہ وسلم۔

۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ
۱۹ر جنوری ۲۰۰۵ء

احقر محمد علی سومرو مسعودی

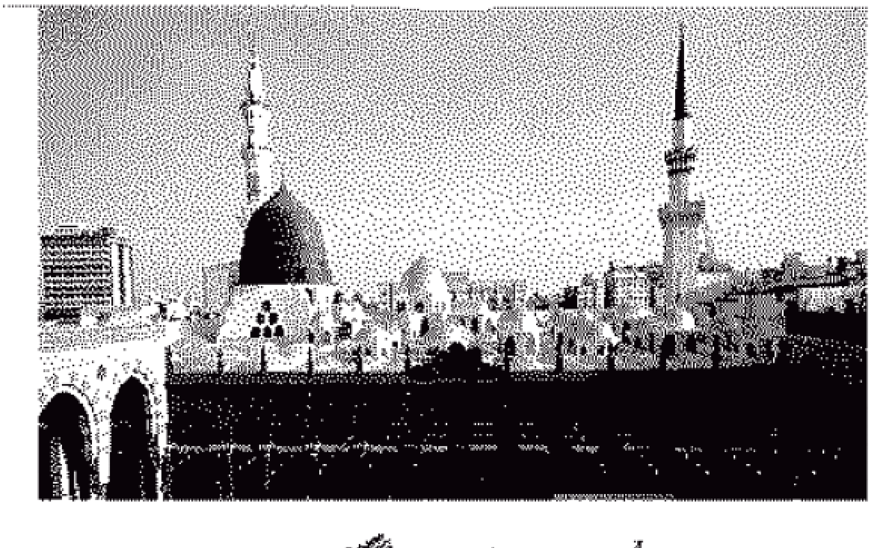

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دلکش منظر (مدینہ منورہ)

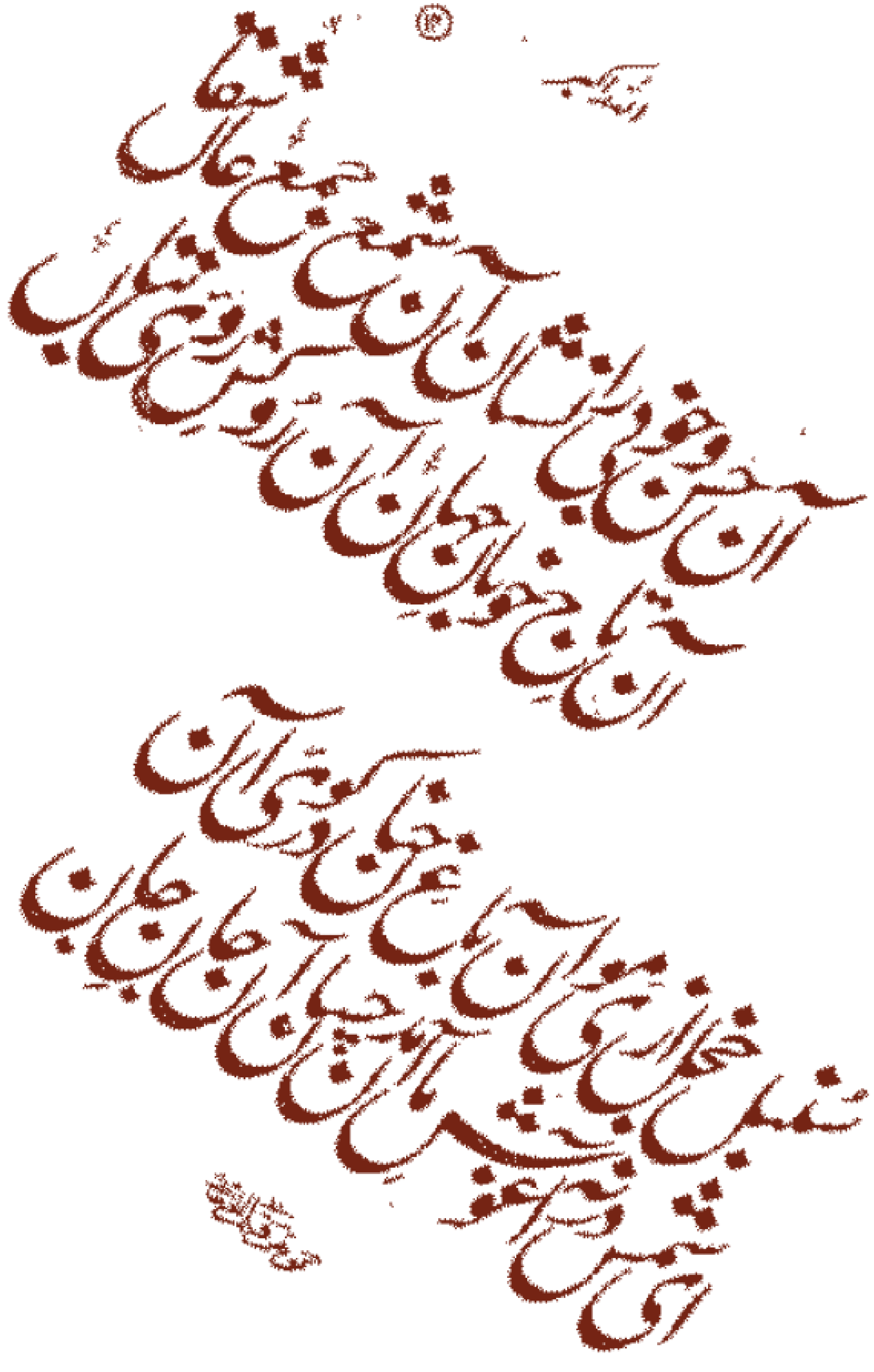

جھلکیاں

خلقتِ محمدی

نورِ محمدی ـــــ ستارۂ محمدی ـــــ حقیقتِ محمدی

جانِ جہاں ـــــ ذکرِ محمدی ـــــ وسیلۂ محمدی

پیمانِ محمدی ـــــ دیدارِ محمدی ـــــ سفرِ نورِ محمدی

نظارۂ آدم ـــــ آرزوئے آدم ـــــ نزولِ نورِ محمدی

ـــــ دعائے ابراہیمی ـــــ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری ـــــ موسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری

تبعِ اول کی وصیت ـــــ گوتم بدھ کی خوش خبری

سینٹ پال کی خوش خبری ـــــ

علامہ ابن جوزی کے تأثرات ـــــ

حواشی اور حوالے ـــــ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

کچھ نہ تھا ـــــ نہ زمین تھی نہ آسمان ـــــ نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب ـــــ نہ دن تھا نہ رات ـــــ نہ گرمی تھی نہ سردی ـــــ نہ نسیم تھی نہ شمیم ـــــ نہ پھول تھے نہ پھل ـــــ نہ بہار تھی نہ خزاں ـــــ نہ بادل تھے نہ برسات ـــــ نہ چرند تھے نہ پرند ـــــ نہ صحرا تھے نہ گلشن ـــــ نہ شجر تھے نہ حجر ـــــ نہ دریا تھے نہ سمندر ـــــ نہ ہوا تھی نہ پانی ـــــ نہ آگ تھی نہ خاک ـــــ نہ جن تھے نہ ملک ـــــ نہ حیوان تھے نہ انسان ـــــ نہ یہ چہل پہل تھی نہ یہ ریل پیل ـــــ نہ دیوانگی تھی نہ شعور نہ ہجر تھا نہ وصال ـــــ نہ اقرار تھا نہ انکار ـــــ نہ آہ تھی نہ فریاد ـــــ نہ رونا تھا نہ ہنسنا ـــــ نہ جاگنا تھا نہ سونا ـــــ نہ جذبہ تھا نہ احساس ـــــ نہ جوانی تھی نہ بڑھاپا ـــــ نہ ہوش تھا نہ خرد ـــــ نہ نشیب تھا نہ فراز ـــــ

کچھ نہ تھا ـــــ وہی وہ تھا ـــــ پھر کیا ہوا؟ ـــــ کائنات کی وسیع و عریض فضاؤں میں ایک نور چمکا ـــــ وہ نور کیا چمکا گویا زندگی میں بہار آگئی ـــــ سلسلہ چل نکلا ـــــ چراغ سے چراغ جلنے لگے ـــــ دیکھتے ہی دیکھتے سارا جہاں جگمگانے لگا ـــــ ٹھہرئیے ٹھہرئیے ـــــ دیکھئے دیکھئے ـــــ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے وہ کیا فرما رہے ہیں :-

اے جابر! اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا، یہ یقینی بات ہے، اس میں کوئی شک نہیں ـــــ پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا

اُس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند
جنّ، انس کچھ نہ تھا[1] ـــــــــ

ایک مرتبہ فرمایا :۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے
ہر چیز پیدا فرمائی[2] ـــــــــ

قرآن حکیم میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے :۔

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب[3]

کون جانے یہ نور کب ظاہر ہوا ! ـــــــ اتنا پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا ـــــ "تمہاری عمر کتنی ہے" ؟ ـــــ انھوں نے عرض کیا :۔

اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار
برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا جسے میں نے اپنی عمر میں
ستر ہزار مرتبہ دیکھا ـــــ

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اے جبریل ! ـــــــ میرے رب کے عزت و جلال کی قسم وہ
ستارہ میں ہی ہوں[4] ـــــــ

امام بخاری نے بخاری شریف میں وہ طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام اشیاء بتدریج نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پیدا فرمائیں[5]۔ چنانچہ اسی حدیث کی روشنی میں اہل حدیث کے مشہور فاضل نواب صدیق حسن خاں صاحب بعض عرفاء کے تاثرات و خیالات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

چونکہ ممکنات کی ہر شئے موجودات کے ہر ایک ذرّے میں حقیقت محمدیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام جاری و ساری ہے اس لئے تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو خطاب کیا گیا ہے۔ پس آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں اس لئے نمازی پر واجب ہے کہ اس حقیقت سے باخبر رہے اور اس مشاہدے سے غافل نہ رہے تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور بامراد ہو ــــ ہاں ؎

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں دعامی فرستمت[۲]

سکھ مت کے بانی گرونانک (۱۴۶۹ ــ ۱۵۳۹) نے ریاضیاتی طور پر ثابت کیا ہے کہ نور محمدی کائنات کی ہر شئے میں جلوہ گر ہے' انھوں نے اپنے شبد میں بڑے یقین کے ساتھ کہا ہے ؏

گرونانک یوں کہے ہر شئے میں محمد کو پائے[۳]

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کائنات کی ہر شئے میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہے تو گویا ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر شئے اپنی تخلیق میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہون منت ہے' آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا ــــ ــــ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر اس کو دنیا کی ہر مذہبی کتاب میں ہونا چاہیئے۔ حدیث میں ہونا چاہیئے' دیدہ وردل کے اقوال میں ہونا چاہیئے ــــ آیئے ایک نظر احادیث پر ڈالیں ــــ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

اے محمد! میری عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ زمین پیدا کرتا اور نہ آسمان اور نہ یہ نیلگوں چھت بلند کرتا اور نہ یہ خاکی فرش بچھاتا[۹]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں فرمایا:

میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور کہا ــــ اے محمد! اگر

آپ نہ ہوتے تو جنت پیدا نہ کرتا، آپ نہ ہوتے جہنم پیدا نہ کرتا[۱]

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے :۔

آپ نہ ہوتے تو دنیا پیدا نہ کرتا"

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) سے فرمایا، محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا

اور ایک دوسری حدیث میں ہے :۔

اگر محمد نہ ہوتے تو نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ ہی زمین و آسمان کو"[۲]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا :۔

آپ کا رب فرماتا ہے، بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا، اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو ــــــ تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک کہ میرے ساتھ تم یاد نہ کیے جاؤ، بیشک میں نے دنیا اور اہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے نہ میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا"[۳]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہو گئی تو انھوں نے آپ کے وسیلے سے مغفرت کی دعا فرمائی، ــــــ رب تعالےٰ نے پوچھا، " محمد کو کیسے پہچانا" ــــــ عرض کیا، آنکھ کھولتے ہی سرِ عرش یہ کلمہ لکھا دیکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ــــــ فرمایا، میں نے تمہیں بخش دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا :۔

وہ تمہاری اولاد میں سے آخری نبی ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا"[۴] ــــــ

یہ روایت ابن تیمیہ نے فتاوی کبری میں نقل کی ہے ۔

انجیل برناباس اور انجیل یوحنا میں بھی اس عالم گیر حقیقت کا ذکر ملتا ہے ۔

انجیل برناباس میں رب تبارک و تعالے کا یہ ارشاد نقل کیا ہے :۔

میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر تمام اشیاء بنائی ہیں تاکہ اس کے وسیلے سے تمام اشیاء میری صفت و ثنا کریں[16]

اس انجیل برناباس میں ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ آنے والے رسول کا کیا نام ہوگا، تو آپ نے فرمایا :۔

اس کا نام محمد ہوگا، کیوں کہ اللہ نے جس وقت اس کی روح پیدا کی یہی نام رکھا تھا اور اس روح کو ایک آسمانی نور میں رکھا تھا اور فرمایا تھا ۔

" محمد انتظار کیجئے کیوں کہ میں تیری خاطر جنت، دنیا اور بکثرت مخلوق پیدا کروں گا، جس پر آپ کو گواہ بناؤں گا ۔ جو تجھ پر سلام بھیجے گا اس پر سلام بھیجا جائے گا۔"[17]

اور انجیل یوحنا میں ہے :۔

ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں، جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی ۔ اس میں زندگی تھی، اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا"[18]

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کائنات کے ذرے ذرے میں جاری و ساری ہے اور بیشک آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں ۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۵۰ھ) اپنے نعتیہ قصیدے میں فرماتے ہیں :۔

(۱) اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی انسان پیدا نہیں کیا جاتا اور مخلوق خدا پیدا کی جاتی

(۲) آپ ہی کے نور سے چودھویں کے چاند نے چاندنی کا لباس پہنا اور آپ ہی

کے جمال کے نور سے سورج نورانی ہے۔

(ماخوذ از قصیدۃ النعمان مع شرح رحمۃ الرحمان، مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۴۰۔۴۱)

حضرت عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶۳۳ھ / ۱۲۳۴ء) نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں قصیدۃ تائیۃ الکبریٰ پیش کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں:۔

موجودات کے ہر وجود کی اصل محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔
کیونکہ آپ ساری کائنات کے لئے روح اعظم کی صورت میں ہیں اور آپ
ہی رابطۂ ایجاد ہیں ——— مکاشفہ والوں کو شہود کی نعمت عظمیٰ
آپ ہی کے سبب ملتی ہے کیوں کہ شہود روح کی صفت اور فخر دو عالم
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی روح مقدس تمام روحوں کی اصل ہے۔[19]

علامہ ابن جوزی (م۔ ۵۹۷ھ / ۱۲۰۰ء) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد پر ملت اسلامیہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اگر آپ نہ ہوتے تو یہ ساری دنیا ہی نہ پیدا کی جاتی، یہ فخر کی بات ہے
——— میں انکار کی بات نہیں کر رہا ——— ایسے ہدایت
کرنے والے نبی کی اُمت! تمہیں مبارک ہو!

علامہ محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ[21] (۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۳ء تا ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ء) سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اپنے ایک عربی قصیدے میں فرماتے ہیں:۔

(۱) تمام جہاں تجھ سے روشن ہوا، تو اے اللہ کے نور مجھے بھی چمکا!
(۲) تمام کائنات کے اطراف تیرے روئے زیبا سے روشن ہوئے۔
(۳) تمام دل محمد عربی کی طرف مائل ہوئے کیوں کہ وہی تو حسن و جمال کو تقسیم
کرنے والے ہیں۔
(۴) اگر آپ نہ ہوتے تو سات طبق آسمانوں کے اور نہ ہی جنت اور نغمہ سرا
پرندے ہوتے۔[22]

اور ایک عاشق صادق نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا، پھر اس نور سے تخلیق کا سلسلہ شروع ہوا ـــــ ہاں، انھیں کے نور سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ روشن ہوا ـــــ مگر یہ نور کہاں کہاں رہا اور کہاں سے کہاں پہنچا؟ ـــــ قرآن حکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ لاکھوں برس پہلے ابھی دنیا بھی آباد نہ ہوئی تھی، ابھی وہ نور دنیا میں ظاہر نہ ہوا تھا کہ دنیا میں آنے والے ہزاروں پیغمبروں سے ان کے پروردگار نے ایک تاریخی اور یادگار عہد لیا ـــــ خود پروردگار عالم اس عہد کو ان الفاظ میں یاد دلا رہا ہے:

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا ـــــ
"جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا" ـــــ فرمایا ـــــ "کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا"؟ ـــــ سب نے عرض کیا ـــــ "ہم نے اقرار کیا" ـــــ فرمایا ـــــ "تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"[۲۳]

انجیل کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے رسولوں اور پیغمبروں کو آپ کی صورت بھی دکھا دی گئی تھی ـــــ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

یقین جانو میں نے اُسے دیکھا ہے اور اس کی تعظیم کی ہے جیسے اُسے ہر نبی نے دیکھا ہے کیوں کہ اُس کی روح سے خدا نے انھیں نبوت دی، جب میں نے دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی"[۲۴]

نور محمدی کی تخلیق کے لاکھوں برس بعد جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور

مبارک آن کی پشت میں رکھ دیا گیا ـــــــ حدیث شریف میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آن کی پشت مبارک میں رکھ دیا اور یہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم (علیہ السلام) میں ہونے کے پیشانی آدم (علیہ السلام) سے چمکتا تھا اور آدم (علیہ السلام) کے باقی انوار پر غالب آجاتا تھا[۲۵] ـــــــ

ہاں اسی نور کا نام سرِ عرش لکھا ہوا تھا جس کو آدم علیہ السلام نے عالم ظاہر میں آتے ہی ملاحظہ فرمایا، پھر اسی نور کے وسیلے سے اپنی لغزش کی معافی چاہی اور ربّ تعالیٰ نے اپنے کرم سے معاف فرما دیا ـــــــ یہ تفصیل خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس طرح بتائی ـــــــ

آدم علیہ السلام :- اے پروردگار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

ربِ تبارک و تعالیٰ :- تم نے محمد کو کیسے پہچانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہ فرمایا ؟

آدم علیہ السلام :- میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف کی روح پھونکی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے۔ یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

ربِ تبارک و تعالیٰ :- آدم تم نے سچ کہا، یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی تو میں نے تم کو بخش دیا ـــــــ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ

کرتا۔[۲۶]

انجیل برناباس کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولی تو فضاؤں میں ایک چمکتی دمکتی تحریر دیکھی:۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دیکھ کر وہ حیران ہو گئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:۔

مجھ سے پہلے بھی انسان ہوئے ہیں؟

اس بارگاہ عالی سے جواب آیا:۔

اے میرے بندے آدم! تمہارا آنا مبارک ہو ـــــ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا ہے اور جس کا نام تم نے دیکھا وہ تیرا ہی بیٹا ہے لیکن وہ آج سے سالوں بعد دنیا میں آئے گا اور میرا پیغمبر ہو گا ـــــ اس کے لئے میں نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں ـــــ وہ جب آئے گا تو دنیا کو روشن کرے گا ـــــ یہ وہی ہے جس کی روح تخلیق کائنات سے ساٹھ ہزار برس پہلے ایک آسمانی نور کی شکل میں تھی۔[۲۷]

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ سن کر رب تعالیٰ کے حضور التجا کی کلمہ طیبہ کے دونوں جز ان کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر آجائیں ـــــ خدا کی شان سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے پر لا الٰہ الا اللہ اچانک ظاہر ہوا اور الٹے ہاتھ کے انگوٹھے پر محمد رسول اللہ ـــــ آپ نے دیکھتے ہی بیتابانہ اپنے انگوٹھے چوم لیئے[۲۸] اور آنکھوں سے لگائے اور فرمایا:۔

مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس دنیا میں تشریف فرما ہو[۲۹] ـــــ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اس سنت پر عمل فرمایا اور آج مسلمانان عالم کی ایک کثیر تعداد اس سنت پر عمل کر رہی ہے۔

علامہ ابن جوزی نے سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مزید

تفصیلات لکھی ہیں اور لکھا ہے :۔

یہ نورِ مبارک آدم علیہ السلام کی پشت میں ودیعت رکھا گیا، پھر یہ نور پاک اور طاہر پشتوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ کی پشت تک پہنچا اور پھر پیکر بشری میں ظاہر ہوا ۔۔۔۔ ۳۰

یہ نور دیکھنے والوں نے عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا پھر یہ نور حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہو گیا ۔ ۳۱

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں :۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں زمین پر اتارا اور مجھے حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا ۔۔۔۔ اور مجھے صلب ابراہیم میں آگ میں ڈالا ۔۔۔۔ میں اسی طرح اپنے والد حضرت عبداللہ تک ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل ہوتا گیا ۔۔۔ ۳۲

انبیاء علیہم السلام آپ کی آمد آمد کا اعلان کرتے رہے اور آرزوئیں کرتے رہے ۔۔۔۔ تعمیر کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا :۔

اے ہمارے رب ! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا ۔۔۔ ۳۳

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ آخری اعلان فرمایا :۔

اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام " احمد " ہے ۔۔۔ ۳۴

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں ۔۔۔۔ میں دعائے ابراہیم ہوں

۔۔۔۔۔۔۔ بشارت عیسیٰ ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اور اُن کے لئے ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان و قصور اُن کے لئے روشن ہو گئے۔ [۳۵]

○

وہ نور جو لاکھوں برس پہلے جھلملایا ۔۔۔۔۔۔۔ جس کے دم سے کائنات جگمگائی ۔۔۔۔۔۔۔ جو چلتا چلتا پشت آدم تک پہنچا اور پشت آدم سے صلب عبداللہ تک ۔۔۔۔۔۔۔ ہاں آنے والے ہر پیغمبر نے اپنی اپنی قوم کو جس کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں ۔۔۔۔۔۔۔ جو سب کے لئے آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ جو ساری قوموں کے لئے آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ جو سارے جہان کے لئے آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ سب انتظار کرتے رہے ۔۔۔۔۔۔۔ سب راہ تکتے رہے ۔۔۔۔۔۔۔ سنیئے، سنیئے قرآن کیا کہہ رہا ہے:۔

عنقریب نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، وہ غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا، اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو اُن پر تھے اتارے گا۔ تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے [۳۶]

شاہ حبش نجاشی، حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہم علماء یہود و نصاریٰ میں تھے، ان حضرات نے توریت اور انجیل کی پیش گوئیوں کی تصدیق کی اور مشرف باسلام ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔ قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات میں

اسی قسم کے حضرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ــــــــــ

بعثت نبوت سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بشارت دی :۔

شیلون (بنی الامان) کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا ملک اور شریعت ختم ہو جائے گی ــــ [۳۷]

ولادت نبوی سے دو ہزار برس پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی کی بشارت دی اور آپؐ کی مندرجہ ذیل نشانیاں بیان فرمائیں :۔

(۱) وہ غیب کی خبریں بتائیں گے
(۲) حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں ہوں گے
(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کریں گے
(۴) بے پڑھے ہوں گے
(۵) امانت دار ہوں گے
(۶) کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ [۳۸]

اللہ اکبر! ــــــ یہ ساری علامتیں اور یہ ساری نشانیاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھیں ــــــ

حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت اشعیاء، حضرت دانیال، حضرت ارمیاہ اور حضرت حبقوق علیہم السلام نے بھی آپ کی آمد آمد کی عظیم خوش خبریاں سنائیں [۳۹] ــــــ یہ بشارتیں ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ایک سے ڈھائی ہزار برس کے درمیان سنائی گئیں ــــــ

تاریخ نے ایک اور اہم واقعہ اپنے سینے میں محفوظ رکھا ہے۔ آپ بھی سنیئے اور ایمان تازہ کیجئے ــــــ

ولادت نبوی سے ہزار سال قبل دنیا کا حکمران تبع اول (حمیرین وردع) چار ہزار علماء و دانشور اور ایک فوج ظفر موج کے ساتھ سفر پہ نکلا ــــــ وزیر خاص عمار بھی

ہمرکاب تھا ـــــ جب صحرائے مدینہ سے گزر ہوا تو یہاں ایک خیمہ کے سوا کچھ نہ تھا ـــــ ـــــ مگر توریت و زبور کے عالم جانتے تھے کہ یہاں ایک آنے والا آنے والا ہے ـــــ ـــــ چار سو علماء نے عرض کیا " ہم کو یہیں رہنے دیں" ـــــ پوچھا "کیوں؟"

حقیقت حال بیان کی گئی کہ یہاں ایک رسول امی مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا، وہ ہجرت کرکے یہاں آئے گا اور یہیں بس جائے گا" ـــــ تبع اول نے یہ سن کر حکم دیا کہ مدینہ میں ایک بستی بسائی جائے اور چار سو مکان بنائے جائیں ـــــ پھر سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ایک عریضہ لکھا اور ایک عالم کو دیا کہ جب اس رسول امی کا ظہور ہو تو ان کی خدمت میں یہ عریضہ پیش کر دینا ـــــ خدا کی شان جس عالم کو خط دیا تھا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے میزبان اول حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی عالم کی اولاد میں تھے ـــــ جب بعثت نبوی کا غلغلہ بپا ہوا تو مدینہ منورہ سے ابولیلیٰ یہ عریضہ لیکر مکہ معظمہ گئے اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی فرمایا "تم ابولیلیٰ ہو؟"

ابولیلیٰ حیران رہ گئے ـــــ پھر فرمایا، "تبع اول کا خط لاؤ"

ابولیلیٰ نے خط پیش کیا ـــــ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو حکم دیا کہ پڑھ کر سناؤ ـــــ آپ نے یہ خط پڑھ کر سنایا ـــــ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا:-

"نیک بخت بھائی، شاباش"[۴۰] ـــــ

تاریخ کے اوراق میں اس خط کا پورا متن محفوظ ہے ـــــ یہ بھی ایک معجزہ ہے ـــــ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً پانچ سو برس پہلے بدھ مت کا بانی اول گوتم بدھ ہندوستان میں پیدا ہوا[۴۱] ـــــ اس نے واضح الفاظ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئی پیش گوئیاں کی ہیں ـــــ ان میں سے ایک یہ بھی ہے:-

میرے بعد ایک اور پیغمبر "میتریا" آئے گا [۴۲]

سنسکرت میں "میتریا" کے معنی رحیم، مہربان یا رحمت عالم اور مہربان عالم کے ہیں [۴۳] ـــــ قرآن حکیم میں صاف لفظوں میں آپ کو "رحمۃ للعالمین" کہا گیا ہے

جب گوتم بدھ کا انتقال ہونے لگا تو اس کے خادم نے پوچھا کہ اس کے بعد ان کی کون رہنمائی کرے گا؟ ـــــ گوتم بدھ نے جو جواب دیا اس میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک نشانی بتادی تاکہ کسی شک کرنے والے کے دل میں شک نہ رہے ـــــ اُس نے کہا:

- ـــ میں ہی اکیلا رسول نہیں ہوں جو دنیا میں آیا اور نہ میں آخری رسول ہوں [۴۴] ـــــ اپنے وقت پر ایک رسول آئے گا۔
- ـــ مقدس نور علیٰ نور
- ـــ جو علم و حکمت کی تعلیم دے گا؛
- ـــ جو قدرت کے سارے غیبوں سے واقف ہوگا۔
- ـــ جو سراپا شان ہی شان ہوگا۔
- ـــ جو نوع انسانی کا ایک مثالی قائد ہوگا اور جن والنس کا معلم
- ـــ وہ الٰہی حقیقتیں اس طرح کھولے گا جس طرح میں کھولتا ہوں
- ـــ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے گا
- ـــ حقیقت میں اس کا مذہب بہترین مذہب ہوگا
- ـــ وہ شان و شوکت اور فضل و بزرگی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ جائے گا
- ـــ وہ میری طرح سچائی کی زندگی گزارے گا
- ـــ اس کے پیروکار ہزاروں کے حساب سے بڑھیں گے
- ـــ وہ سراپا رحمت ہی رحمت ہوگا [۴۶] ـــــ

گوتم بدھ نے ایک ایسی بھی پیش گوئی کی ہے جو ہر شک کرنے والے کے دل سے شکوک و شبہات کے سارے خس و خاشاک دور کر دیتی ہے ـــــ سنئے وہ کیا کہتے ہیں:

اس کی وجہ بڑی فصیح ہوگی، جو اس کو سنیں گے وہ اس کو سن کر کبھی نہ تھکیں گے بلکہ زیادہ سے زیادہ سننا چاہیں گے"[۴۸]

قرآن حکیم کا یہ اعجاز ہے کہ بار بار پڑھا جاتا ہے اور بار بار سننے کو دل چاہتا ہے۔ ـــ دنیا کی کسی کتاب میں یہ خوبی نہیں، ایک دوبار پڑھ کر جی اکتانے لگتا ہے مگر قرآن بار بار پڑھا جاتا ہے، بار بار سنا جاتا ہے ـــ ہیری، ڈرومن، چیمبر اور پال وغیرہ ماہرین کتب مذاہب نے قرآن حکیم کی اس خوبی کا بطور خاص ذکر کیا ہے ـــ

۹۶ء میں سینٹ پال نے اپنے مشاہدات و مکاشفات اس طرح بیان کئے:

میں آسمان کھلا ہوا دیکھ رہا ہوں ـــ دیکھو دیکھو ایک سفید گھوڑا ـــ جو اس پر سوار ہے اس کو "صادق" و "امین" کہا جاتا ہے وہ سچائی سے انصاف کرے گا اور سچائی کے لئے جنگ کرے گا"[۴۹]

علامہ ابن جوزی نے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے سیرۃ و حدیث کی حقیقتوں کو کس خوبی سے سمیٹا ہے، وہ فرماتے ہیں:

ہر ایک نبی اپنے رب کے حضور (اس نور محمدی سے) توسل کرکے پناہ مانگتا رہا ـــ چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ انھیں کے وسیلے سے قبول ہوئی اور حضرت ادریس علیہ السلام کو انھیں کی وجہ سے مقام بلند میں رفع کیا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں انہیں کا وسیلہ پکڑا اور حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی دعا میں اسی وسیلے پر اعتماد فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام انھیں کو شفیع لائے اور حضرت ایوب علیہ السلام نے انہیں کے واسطے سے تضرع و زاری کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو انھیں کی منزلت اور مرتبت سے روشناس کرایا اور انھوں نے رب سے دعا مانگی کہ میں ان کا وزیر اور اُمتی بنوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں کے وجود باجود کی بشارت دی اور آپ

کی تشریف آوری کے زمانے تک قائم و زندہ رہنے کی مہلت مانگی ـــــ اور استدعا کی کہ وہ آپ کے معاون و مددگار بنیں؛

علمائے یہود یعنی احبار نے آپ کی تشریف آوری کی خبریں دیں اور اہل کتاب کے عابدوں اور راہبوں نے آپ کے ظہور سراپا سرور کی بشارتیں دیں اور غیبی ہاتفوں نے آپ کے ذکر مبارک، ولادت با سعادت کی منادی کی اور جنّات آپ کی رسالت و نبوت پر ایمان لاتے[۵۱] ـــــ

حواشی اور حوالے

۱ حضرت امام احمد بن حنبل کے استاد اور امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ الاساتذہ عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مصنف میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے ـــــ اور مندرجہ ذیل علمائے اعلام نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث سے استناد کیا ہے :-

ا۔ علامہ ابن حجر ہیتمی : فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹

ب۔ علامہ قسطلانی :- مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۵۵

ج۔ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی : زرقانی، ج ۱، ص ۴۶

د۔ علامہ عبدالغنی نابلسی :- الحدیقۃ السنیۃ، مطبوعہ فیصل آباد ج ۲، ص ۳۷۵

ھ۔ برہان الدین حلبی : سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۳۰

و۔ علامہ آلوسی بغدادی : تفسیر روح المعانی پ ۱۷، ص ۹۶

۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی : مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۲

۳ قرآن حکیم، سورہ مائدہ : آیت نمبر ۱۵

۴ (ا) برہان الدین حلبی : انسان العیون، ج ۱، ص ۲۹

(ب) المولیٰ اسمٰعیل الحقی الحنفی : تفسیر روح البیان، ج ۳، ص ۵۴۳

نوٹ :- سندھ کے فاضل جلیل علامہ محمد ہاشم ٹھٹوی نے اپنی تصنیف قرۃ العاشقین میں تحریر فرمایا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخلیق آدم (علیہ السلام) سے ۲۷ ہزار برس پہلے پیدا ہوا۔ محمد طفیل احمد نقشبندی : تحفۃ الزائرین، کراچی ۱۹۸۶ء، ج ۴، ص ۲۴۳

ـــــ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ملتی ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے

—— پروردگار کے حضور ایک نور تھا (برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۲۹)
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دن کو ہمارے ہزار سال کے برابر فرمایا ہے۔ (سورۂ حج، آیت نمبر ۴۷) اگر حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بتائے ہوئے سالوں کا اس تناسب سے حساب لگایا جائے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق اربوں اور کھربوں برس پہلے ہوئی —— حقیقت یہ ہے کہ حدیث کا کماحقہٗ ادراک عقل و فہم کے بس کی بات نہیں —— یہ معاملات عقل سے بہت بلند ہیں —— یہاں دانش برہانی نہیں، دانش نورانی کی ضرورت ہے ——

ہ محمد ظفر الدین بہاری: تنویر السراج فی ذکر المعراج، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء، ص ۲۴-۲۵ بحوالہ مصنف ابن عبد الرزاق۔

۷ (ا) نواب صدیق حسن خاں: مسک الختام (ترجمہ فارسی)، ص ۲۴۴ ——
(ب) ابو الفتح محمد نصر اللہ خاں، عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ کراچی، ص ۱۰۸-۱۰۹

۸ (ا) جنگ، کراچی، ۲۴ جنوری ۱۹۶۷ء
(ب) الارشاد جدید (کراچی) فروری ۱۹۶۷ء
(ج) استقامت (کانپور) مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۵ ——

۹ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا (سورۃ البقرۃ ۲۹) یعنی زمین میں جو کچھ ہے وہ انسان ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے —— دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے وَسَخَّرَ الشمس والقمر (سورۂ ابراہیم، آیت ۳۳) یعنی چاند و سورج کو تمہارا خدمت گار اور مطیع و فرمانبردار بنا دیا —— گویا زمین و آسمان انسان کامل کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور اس انسان کامل کا یوں ذکر فرمایا (وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین) اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر دو عالم کے لئے رحمت بنا کر اور ایک وجود پر سب سے بڑی رحمت اور سب سے بڑا احسان اس کا وجود میں آنا ہے —— گویا آپ تخلیق کائنات کا اولین سبب ہیں ——

۱۰ (ا) برہان الدین حلبی، انسان العیون، ج ۱، ص ۳۵۷ ——

(ج) علامہ عبدالرحمن صفوری : نزہتہ المجالس، ج ۲، ص ۱۱۹

۹ (ا) ملا علی قاری : موضوعات کبیر، ص ۸۹

(ب) ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری : المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵

(ج) امام محمد بن یوسف شامی : السیرۃ الشامیۃ، ج ۱، ص ۱۶۲

۱۰ ملا علی قاری : موضوعات کبیر، ص ۵۹

۱۱ علامہ فاسی : مطالع المسرات، ص ۲۶۴

۱۲ احمد رضا خاں : ختم النبوت، لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱۲

۱۳ ابن تیمیہ : فتاویٰ کبریٰ، ج ۱، ص ۱۵۱

۱۴ برنا باس کا اصل نام یوسف تھا، یہ یہودی تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست اقدس پر مشرف باسلام ہوئے، یہ آپ کے قابل اعتماد حواریوں میں تھے۔ انجیل برنا باس انھیں کی مرتب کردہ ہے۔ یہ انجیل ۴۹۶ء تک اسکندریہ کے گرجاؤں میں تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کے اطالوی ترجمے کا ایک مخطوطہ ویانا کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ ۱۹۰۷ء میں اس کا انگریزی میں ترجمہ مسٹر اور مسز ریگ نے کیا۔ یہی ترجمہ ۱۹۷۳ء میں کراچی سے شائع ہوا۔

۱۵ انجیل برنا باس، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، باب ۵۵، ص ۷۲، باب ۹۶، ص ۱۱۳،

۱۶ ایضاً ـــــ باب ۹۷، ص ۱۲۳، باب ۹۶ ـ ۹۹، ص ۱۱۱ ـ ۱۱۲

۱۷ انجیل یوحنا، ۲ ـــ ۴ ـــ

۱۸ سید حسین علی ادیب رائے پوری : مدارج النعت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۷۶

۱۹ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی : بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء (مترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی) ص ۸

۲۰ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھ کے مشہور محدث و فقیہہ اور مجدد وقت تھے۔ ۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۲ء میں ولادت ہوئی اور ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک مکلی (ٹھٹھہ) میں واقع ہے ـــــ علامہ موصوف کی عربی و فارسی و سندھی تصانیف

کی تعداد تین سو سے متجاوز ہے جن میں سے بعض عرب اور پاکستان میں شائع ہوئی ہیں
علامہ موصوف نے سندھ میں نفاذ شریعت کے لئے بھرپور کوشش کی' انہیں کے ایما
پر حاکم سندھ غلام شاہ عباسی نے ۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۶ء میں منشور شریعت جاری کیا جو
پورے سندھ میں نافذ کیا گیا ۔

۲۲؎ ابوالسراج محمد طفیل نقشبندی: تحفۃ الزائرین' ج ۴' ص ۲۷۸

۲۳؎ قرآن حکیم' سورۂ آل عمران' آیت ۸۱

۲۴؎ انجیل برناباس' باب ۴۴' ص ۵۳

۲۵؎ (ا) محمد بن عبدالباقی ، زرقانی ، ج ۱' ص ۴۹

(ب) علامہ قسطلانی : مواہب اللدنیہ' ج ۱' ص ۱۰

۲۶؎ علامہ ابن کثیر : میلاد مصطفےٰ (ترجمہ اردو مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ
لاہور ۱۹۸۵ء ص ۱۲۳

۲۷؎ انجیل برناباس' باب ۳۹' ص ۵۰

۲۸؎ عادت الٰہی ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ محبوبوں کی اداؤں کو قانون کی شکل دیکر
عبادات میں شامل فرما دیتا ہے مثلاً ارکان حج پر غور فرمائیں تو صفا اور مروہ کے درمیان
سعی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد دلا رہی ہے ـــــــ رمی جمار حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی یاد دلا رہی ہے ـــــــ وقوف عرفات حضرت آدم و حوا
علیہما السلام یا حضرت ابراہیم و ہاجرہ علیہما السلام کی یاد دلا رہا ہے ـــــــ خود
بیت اللہ کا ایک ایک ذرہ ان کی یاد دلا رہا ہے۔
نماز پر غور فرمائیں تو اس کے ارکان عاشق خستہ جگر کی ادائیں معلوم ہوتی ہیں
ـــــــ کبھی وہ مضطربانہ کھڑا ہو جاتا ہے ـــــــ کبھی نڈھال ہو کر جھک جاتا ہے
کبھی تھک کر بیٹھ جاتا ہے ـــــــ کبھی بیقراری میں ادھر ادھر دیکھتا ہے ـــــــ
ـــــــ کبھی ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں اور التجائیں کرتا ہے ـــــــ یہ ساری ادائیں
نماز میں جمع کر کے آنکھ کی ٹھنڈک بنا دیا ـــــــ

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھوں سے لگانا اور چومنا حضرت آدم علیہ السلام کی ایک ادائے دلربا تھی، عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاگئی، انھوں نے بھی سنت النبی پر عمل کرتے ہوئے اس ادا کو یادگار بنادیا۔

(ب) علامہ محمد ہاشم تتوی نے تقبیل ابہامین کے استحباب پر ایک رسالہ مفتاح الجنان تحریر فرمایا ہے۔

۲۹ انجیل برناباس، باب ۳۹، ص ۵۰

۳۰ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی: بیان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۱۶

۳۱ ایضاً، ص ۲۱ (ملخصاً)

۳۲ ایضاً، ص ۲۲

۳۳ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۲۹

۳۴ قرآن حکیم، سورۃ صف، آیت نمبر ۶

۳۵ (ا) شیخ سلیمان جمل: تفسیر جمل، مطبوعہ مصر۔

(ب) علاؤالدین علی بن محمد الخازن: تفسیر خازن، مطبوعہ مصر

(ج) علامہ ابن کثیر: مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۳

(د) ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳

۳۶ قرآن حکیم، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۱۵۶-۱۵۷

۳۷ توریت، تکوین، ۴۹: ۱

۳۸ (ا) توریت، خروج ۱۹: ۱۷؛ ۲۰: ۱۸-۲۰

(ب) توریت، التثنیہ ۱۸: ۱۵-۲۲؛ ۲۳-۳۱؛ ۳۴: ۱۰-۱۲

۳۹ (ا) انجیل متی، ۲۱: ۳۳-۴۴؛ ۹: ۲-۲۷

(ب) التثنیہ ۳۳: ۱-۴

(ج) دکتور ہانی زرقا: یسوع المسیح فی ناسوتیہ و الوہیتہ، مصر ۱۹۷۱ء ص ۴۴، ۷۴، ۳، ۷۳-۹۰۔

۴۰۔ ابو سعید خرگوشی: شرف النبی، مطبوعہ تہران مہرماہ ۱۳۶۱ھ) ص ۲۱۳-۲۱۷

۴۱۔ گوتم بدھ کپل وستو (دامن ہمالیہ بھارت) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۵۰۰ برس قبل پیدا ہوا۔ اس نے ایک تحریک چلائی جو بدھ مت کے نام سے چین، جاپان، ہندوستان، پاکستان، ترکستان وغیرہ میں پھیل گئی اس طرح اس تحریک نے مشرقی بلاک بنایا جب کہ پانچ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحریک نے مغربی بلاک بنایا ——— گویا گوتم بدھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرقی نقیب تھا۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے مغربی نقیب تھے ——— قرآن کریم میں انبیاء کی فہرست میں ایک نام ذوالکفل (سورۂ انبیاء، آیت ۸۵) آیا ہے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ گوتم بدھ ہو سکتا ہے جو کپل وستو میں پیدا ہوا۔ عربی میں کپل کو کفل ہی کہا جائے گا۔ آزاد کشمیر (پاکستان) میں ایک شہر کا نام کفل گڑھ ہے اس علاقہ میں بدھ مت کے لوگ حکمراں رہے۔ ممکن ہے اس نام میں گوتم بدھ کے جائے پیدائش کی رعایت رکھی گئی ہو۔

۴۲۔ *SACRED BOOKS OF THE EAST,*
Vol. 35, p. 225

۴۳۔ MO!NER WILLIAM: *SANSKRIT ENGLISH DICTIONARY*
Ref. BUDDHISM, p. 181

DR. PAUL CARUS: *THE GOSPEL OF BUDDHA,* p. 218

LEADER (ALLAHABAD) 16 Oct. 1930, Col. 3, p. 7

۴۴۔ قرآن حکیم، سورۂ انبیاء، آیت ۱۰۷۔

۴۵۔ تمام عالمی مذاہب میں آخری نبی کا تصور ملتا ہے۔ بدھوں نے آخری نبی کے

انتہا ہیں بر صغیر ایشیا میں جگہ جگہ مجسمے بھی بنائے ۔ بدھ بادشاہوں نے بہت دلچسپی لی اور گندھارا، گیا، بنارس، سرحد، دکن، برما، چین، جاپان، سنٹرل ایشیا میں مجسمے بنائے۔ ان میں سے بعض ۱۲۰ فٹ بلند ہیں ـــــ غالباً یہ مجسمے آخری نبی کے متعلق گوتم بدھ کی دی ہوئی تفصیلات کے مطابق بنائے گئے ہوں گے۔

(ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,* LAHORE, 1975, Vol. III, p 1082)

DR. PAUL CARUS: *GOSPELS OF BUDDHA,* pp. 215-218

ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,* LAHORE, 1975, Vol. III, p. 1040

؎ قرآن حکیم معجزات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ مصر کے ماہر شماریات اشد الخلیفہ مصری نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم کی اساس ۱۹ کے عدد پر ہے۔ انھوں نے مختلف زاویوں سے قرآن حکیم میں اس عدد کی جلوہ گری کا جائزہ لیا ہے ـــــ عرصہ ہوا ان کا مقالہ کراچی سے بھی شائع ہوا تھا۔ عنوان ہے:۔

THE PERPETUAL MIRACLE OF MUHAMMAD

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اس مقالے میں ایک چارٹ بھی ہے جس کا عنوان ہے :۔

القرآن الکریم : معجزۃ محمدیت الابدیۃ

اس چارٹ میں انھوں نے کمپیوٹر کے ذریعہ مختلف اعداد و شمار جمع کر کے علم الاعداد کی رو سے متن قرآن کی صداقت اور قطعیت کو ثابت کیا ہے۔ جس سے قرآن حکیم کی عالم گیریت بھی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ جس کو نافذ ہونا ہے اس کو باقی بھی رہنا ہے۔ سنت الٰہی ہے کہ غیر مفید اور غیر مؤثر شئے کو مٹا دیا جاتا ہے مگر قرآن حکیم ڈیڑھ ہزار برس گزر جانے کے باوجود اب تک مٹنا تو کجا ذرہ برابر نہیں بدلا، جیسا تھا ویسا ہی ہے۔

ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES*, Vol. III, p. 1071.

(۱) مختلف ادیان کی کتابوں میں سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور بعثت وغیرہ سے متعلق بکثرت بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں۔ راقم سیرت مبارکہ پر ایک کتاب مرتب کر رہا ہے انشاء اللہ اس میں تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ اس سیرت مبارکہ کی ترتیب کچھ اس طرح ہوگی۔

◆ پہلے باب میں قرآن حکیم کی وہ تمام آیات جمع کی جائیں گی جن میں بتایا گیا ہے کہ توریت و انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے؛

◆ دوسرے باب میں ہندوؤں کے ویدوں، اپنشدوں، پرانوں، پارسیوں اور آتش پرستوں کی ژند اوستا ____ بدھوں کی کتابوں اور ملفوظات ____ توریت، زبور وانجیل اور دوسرے صحف سماوی میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں ان کو جمع کیا جائے گا۔

◆ تیسرے باب میں عالم سماوات، عالم حیوانات، عالم جمادات اور عالم نباتات کی شہادتوں کو یکجا کیا جائے گا۔

◆ چوتھے باب میں کتب تاریخ وسیرت وحدیث میں صحف سماوی کے حوالے یا تاریخی واقعات کے حوالے سے سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل کی بشارتوں اور واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

◆ پانچویں باب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع اور مختصر سیرت مبارکہ پیش کی جائے گی۔

◆ چھٹے باب میں آپ کی شخصیت سے متعلق دنیا کے مختلف مذاہب کے عالموں اور دانشوروں کے تاثرات جمع کیے جائیں گے۔

◆ ساتویں باب میں دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر پیغام محمدی کی

منتخب اور اہم باتوں کا ذکر ہوگا۔

◆ آٹھویں باب میں اسلام کے بارے میں دنیا کے مختلف مذاہب کے دانشوروں اور عالموں کے تاثرات بیان کیے جائیں گے۔

◆ نویں باب میں دنیا میں اسلام لانے والے مختلف مذاہب کے ممتاز دانشوروں کا ذکر ہوگا۔

◆ دسویں باب میں اسلام کے بارے میں مختلف مذاہب کی کتابوں اور صحف سماوی کی روشنی میں دین واحد اور صراط مستقیم کی نشاندہی کی جائے گی اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا جائے گا۔

اس کتاب میں حرمین شریفین کے نادر عکسوں کے علاوہ صحف سماوی کی اصل عبارت کے عکس بھی دیئے جائیں گے۔

* علامہ ابن جوزی سنہ ۵۱۱ھ / سنہ ۱۱۱۷ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۵۹۷ھ / سنہ ۱۲۰۰ء میں انتقال فرمایا ___ فن حدیث میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اس فن میں ایسا کمال حاصل تھا کہ حدیث سنتے ہی اس کے مقام و مرتبہ کا تعین فرما دیا کرتے تھے ___ ابن تیمیہ بھی فن حدیث میں ابن جوزی کے کمال کے معترف تھے ___ ابن جوزی ایک ہزار سے زیادہ کتب و رسائل کے مصنف تھے ___ وہ عالم اسلام کی ایک ممتاز شخصیت تھے جو آج سے نو سو سال قبل اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔

---

* حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۵-۶ ___

(۴۱)

یاجابران اللّٰہ تعالٰی قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك

(زرقانی علی المواھب، بیروت، ج ا، ص ۸۹)

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا تحقیقی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

علامہ مفتی محمد جان مجددی نعیمی

ادارۂ مسعودیہ

۵،۶/۲۔ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ہ

○

احادیثِ شریفہ کے بارے میں ہمارا علم محدود ہے.....کیا ہم اور کیا ہمارا علم!.....ہمارا یقین بہت ہی کمزور ہے.....ہم کو نہیں معلوم کہ صحابۂ کرام تابعین اور تبع تابعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اپنے مجموعوں اور سینوں میں احادیثِ شریفہ کو محفوظ کیا.....انہی احادیثِ شریفہ سے محدثین نے استفادہ کیا اور کتب احادیث تدوین فرمائیں.....ہم عقل پر بھروسہ کر کے اقرار سے زیادہ انکار کرتے ہیں.....حالانکہ "عقل" تو "وحی" کے مقابلے میں طفلِ شیر خوار بھی نہیں.....ہم انکار پر جمے رہتے ہیں.....جدید سائنس نے قرآن وحدیث کے اُن حقائق کو ثابت کر دیا ہے جو سمجھ میں نہ آتے تھے.....اور ابھی تو بہت کچھ سمجھنا باقی ہے.....سمجھنے کا ایک ذریعہ "عقل" ہے دوسرا ذریعہ "وحی" ہے..... "عقل" بہت ہی سست رفتار ہے اور "وحی" بہت ہی برق رفتار..... بلکہ اس کی رفتار کا ہم اندازہ ہی نہیں کر سکتے.....ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا تھا۔

عقلِ بے مایہ امامت کی سزا وار نہیں\
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات

اس وقت حدیثِ نور پر ہم گفتگو کر رہے ہیں جس کو حدیثِ جابر بھی کہا جاتا ہے.....سب اسلافِ کرام صدیوں سے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کر رہے ہیں.....لیکن اب اخلاف میں چند لوگ تحقیق کے بہانے شکوک وشبہات پیدا کرنے لگے ہیں.....افسوس.....ہم کیا کرنے لگے!.....حدیثِ جابر میں تو حقائقِ کائنات بیان کیے گئے ہیں..... یہ حدیث بڑی فکر خیز اور کائناتی اہمیت کی حامل ہے جس سے

سائنسداں زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں، فرانسیسی فاضل ڈاکٹر مارس بکائے نے اس طرف توجہ کی ہے...... ہم سب سے پہلے حدیث شریف کے عربی متن کا ترجمہ پیش کرتے ہیں تاکہ عوام الناس سمجھ سکیں۔ پھر اس حدیث شریف کے راویوں کے بارے میں عرض کریں گے کہ حدیث کی اہمیت کا اندازہ ثِقہ راویوں ہی سے لگایا جاتا ہے...... اس کے بعد ''المصنف'' کے مؤلف امام عبدالرزاق کے بارے میں عرض کریں گے جنہوں نے یہ حدیث پاک روایت فرمائی...... پھر ان چند اسلافِ کرام کا ذکر کریں گے جنہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کے حوالے دیئے ہیں...... اس کے بعد اس حدیث کے خلاف عالمی کوششوں کا ذکر کریں گے اور اس کی غرض و غایت پر روشنی ڈالیں گے اور آخر میں اس حدیث کی تلاش اور بازیافت کا ذکر کریں گے......

○

یہ حدیث شریف مرفوع و متصل اور ثلاثی احادیث میں سے ہے...... یعنی امام عبدالرزاق اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف مندرجہ ذیل تین راوی ہیں......

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت معمر بن راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اب ہم حدیث کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:۔

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں...... مجھے حضرت معمر، اُن سے ابن منکدر اور اُنہیں (اُن سے) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا...... اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شے پیدا کی؟...... تو آپ نے

فرمایا.....اے جابر!.....وہ تیرے نبی کا نُور ہے.....اللہ نے اسے پیدا فرما کر اس میں سے ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شے پیدا کی...... جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک مقامِ قرب پر فائز رکھا.....پھر اس کے چار حصے حصص (حصّے) کیے.....ایک حصے سے عرش و کرسی اور ایک حصے سے حاملینِ عرش وخازنینِ کرسی پیدا کیے.....پھر چوتھے حصے کو مقامِ محبت پر بارہ ہزار سال رکھا.....پھر اسے چار (حصوں) میں تقسیم کیا.....ایک سے قلم دوسرے سے جنت بنائی.....پھر چوتھے کو مقامِ خوف پر بارہ ہزار سال رکھا.....پھر اس کے چار اجزاء کیے.....ایک جُز سے ملائکہ، دوسرے سے شمس، تیسرے سے قمر اور ایک جُز سے ستارے بنائے.....پھر چوتھے جُز کو مقامِ رجا پر بارہ ہزار سال تک رکھا.....پھر اس کے چار اجزاء بنائے.....ایک سے عقل دوسرے سے علم تیسرے سے حکمت اور چوتھے سے عصمت و توفیق بنائی.....پھر چوتھے کو مقامِ حیا پر بارہ ہزار سال تک رکھا..... پھر اللہ نے اس پر نظرِ کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا.....جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نُور کے قطرے جھڑے.....تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی کی رُوح یا رسول اللہ کی روح پیدا کی..... پھر ارواحِ انبیاء نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان انفاس سے تا قیامت اولیاء، شہداء، سعداء اور فرمانبرداروں کو پیدا فرمایا......

تو عرش و کرسی میرے نور سے..... کرّوبیّن میرے نُور سے...... روحانیوں میرے نُور سے..... ملائکہ میرے نور سے..... جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے..... ملائکہ، سبع سموات میرے نُور سے..... شمس و قمر اور ستارے میرے نُور سے..... عقل و توفیق

میرے نور سے...... ارواحِ رُسُل وانبیاء میرے نور سے...... شہداء و صالحین میرے نُور کے فیض سے ہیں...... پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے...... تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے جُزِ رابع کو ہر پردے میں ہزار سال رکھا اور یہ مقاماتِ عبودیت، سکینہ، صبر، صدق و یقین تھے...... تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک ان پردوں میں غوطہ زن رکھا۔ جب اسے اس پردے سے نکالا اور اسے زمین کی طرف بھیجا تو اس سے مشرق و مغرب یوں روشن ہوئے جیسے تاریک رات میں چراغ...... پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین (مٹی) سے پیدا کیا...... ان کی پیشانی میں نُور رکھا...... پھر اسے حضرت شیث کی طرف منتقل کیا...... پھر وہ طاہر سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا عبداللہ بن عبدالمطلب کی پُشت میں اور آمنہ بنت وہب کے شکم میں آیا...... پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر رُسُل کا سردار...... آخری نبی...... رحمت للعالمین...... اور تمام روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا...... تو جابر!...... یوں تیرے نبی کی تخلیق کی ابتداء ہوئی......[1]

○

حدیث شریف کے راوی

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۸ھ یا ۷۷ھ)

مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے علاوہ تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے...... آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث مروی ہیں ایک سفر سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے پچیس (۲۵) بار مغفرت کی دعا فرمائی ہے[2]

۲۔ حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۳۰ھ یا ۱۳۱ھ)[۳]

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ ۳۰ھ کے بعد پیدا ہوئے یعنی آپ جلیل القدر تابعی ہیں...... آپ احادیث، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، ربیعہ بن عباد، انس بن مالک، ابو امامہ بن سہل، سعید بن مسیتب، عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں...... اور ان سے بے شمار محدثین نے روایت لی ہے...... جس میں امام اعظم ابو حنیفہ، امام جعفر صادق، امام مالک، امام زہری وغیرہ شامل ہیں......[۴]

محدثین کرام آپ کو 'معدن الصدق' فرماتے تھے...... آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ مسجد نبوی شریف میں جس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے وہاں لوٹ پوٹ ہوتے، کوئی اس کی وجہ دریافت کرتا، فرماتے "میں نے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے"...... کبھی پریشان ہوتے تو تھوڑی دیر رخسار مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر رکھ دیتے، کوئی وجہ پوچھتا تو فرماتے "جب میں پریشان ہوتا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے مدد طلب کرتا ہوں"۔[۵]

جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہونے لگا تو آپ نے اُن سے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیں۔"[۶]

صحیح بخاری میں امام محمد بن منکدر سے کم وبیش تیس (۳۰) احادیث مروی ہیں...... جن میں سے کم وبیش انتیس (۲۹) محمد بن منکدر عن جابر کی سند سے

ہیں......صحیح مسلم میں ان سے کم وبیش بائیس (۲۲) احادیث مروی ہیں جن میں سے چودہ (۱۴) کے قریب محمد بن منکدر عن جابر کی سند سے ہیں......

۳۔ حضرت معمر بن راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ولادت ۹۵ھ یا ۹۶ھ / وفات ۱۵۳ھ)

اپنے وقت کے زبردست عالم اور فقیہ و محدث ہیں...... امام بخاری (۱۰۴ھ۔۲۰۴ھ) و امام مسلم (۲۰۴ھ۔۲۶۱ھ) کے مرکزی راوی ہیں...... ''الجامع'' نامی ایک کتاب حدیث خود بھی تالیف کی اس میں وہ تمام احادیث جمع کر دیں جو مختلف اساتذہ سے سنیں اور لکھی تھیں......الحمد للہ اس کا مخطوطہ محفوظ رہ گیا......ایک نسخہ جامع انقرہ شعبۂ تاریخ کے کتب خانے میں ''ذخیرۂ اسماعیل صائب'' (نمبر ۲۱۶۴) میں ہے...... یہ اندلس کے شہر طلیطلہ میں ۳۶۴ھ میں کتابت کیا گیا ہے......دوسرا نسخہ استنبول کے کتب خانے فیض اللہ آفندی میں نمبر ۵۴۱ پر ہے جو ۶۰۶ھ میں لکھا گیا ہے......[۷]

صحیح بخاری میں امام معمر بن راشد (م ۱۵۳ھ۔۱۵۴ھ) سے کم وبیش دو سو پچیس (۲۲۵) احادیث مروی ہیں......جس میں اَسّی (۸۰) سے زیادہ عبدالرزاق عن معمر کی سند سے ہیں......مسلم شریف میں ان سے تین سو (۳۰۰) احادیث مروی ہیں جن میں سے کم وبیش دو سو اَسّی (۲۸۰) عبدالرزاق عن معمر کی سند سے ہیں......

۴۔ امام عبدالرزاق بن ھمام بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۸]

(ولادت ۱۲۶ھ۔وفات ۲۱۱ھ)

آپ صنعاء (یمن) میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے......اپنے والد ماجد ھمام بن نافع اور جلیل القدر تابعین سے روایت کرتے ہیں......

آپ امام مالک (م ۱۷۹ھ) کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے استاد ہیں......اور امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ) کے استاد

الاساتذہ ہیں...... امام عبدالرزاق نے شام کی طرف تاجرانہ سفر کیا...... اور وہاں کبار علماء سے اخذ فیض کیا جیسے امام اوزاعی وغیرہ...... آخری عمر میں حجازِ مقدس کا سفر کیا...... لیکن زیادہ تر یمن میں رہے...... سات سے نو سال تک معمر بن راشد کی مجلس میں رہے...... اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال کے لگ بھگ ہوگی...... پھر جب عالم اسلام میں آپ کے علم کا چرچا ہوا...... لوگ علمِ حدیث حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے...... اس میں شک نہیں آپ ثقات میں سے ہیں...... آپ کی روایت کردہ حدیث صحیح اور ثابت ہے......

انہی امام عبدالرزاق بن ہمام کی روایت کردہ حدیثِ نور پر اس وقت گفتگو ہو رہی ہے...... آپ بڑے محدث، محقق گزرے ہیں...... آپ نے ''المصنف'' نامی ایک ضخیم تالیف دو جلدوں میں چھوڑی ہے...... جس میں احادیث شریفہ کو جمع کیا گیا ہے...... یہ اولین کتب احادیث میں اہم تالیف ہے...... [۱۱] ''المصنف'' کے قلمی نسخے استنبول (ترکی) صنعاء (یمن) میں کامل اور حیدرآباد دکن، (بھارت) ٹونک (بھارت) حیدرآباد سندھ (پاکستان) اور مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں ناقص ملتے ہیں...... تقریباً ۱۹۵۶ء میں عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد دکن (بھارت) کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر یوسف الدین اسے ایڈٹ کر رہے تھے...... پھر نہ معلوم ان کے انتقال کے بعد اس کا کیا ہوا......

جولائی ۲۰۰۲ء کو شیخ محمد عارف ضیائی قادری مدنی نے فرمایا...... شیخ عیسیٰ مانع سابق وزیر اوقاف، دبئی فرماتے تھے کہ انہیں ترکی میں ''المصنف'' کے اصل قلمی نسخے کی زیارت ہوئی جس میں حدیثِ جابر موجود ہے...... مولانا محمد اشرف صاحب (فیصل آباد) بھی فرماتے تھے...... کہ اُن کی نظر میں ''المصنف'' کا قلمی نسخہ ہے جس میں حدیثِ جابر موجود ہے...... انہوں نے عکس بھیجنے کا بھی وعدہ

فرمایا..... سید عرفان شاہ مشہدی نے بتایا کہ امام عبدالرزاق نے اس حدیث کو ۱۰ سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے اور تقریباً ۱۰۰ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے[۱۱]

○

جیسا کہ عرض کیا گیا..... اس حدیث کو اکابرِ علمائے اہلسنت صدیوں سے مسلسل نقل کرتے چلے آرہے ہیں..... چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں ورنہ تو یہ اتنی تعداد میں ہیں کہ ایک کتاب مرتب کی جاسکتی ہے..... اتنی بڑی تعداد کا ایک ساقط الاعتبار حدیث پر جمع ہو جانا عقلاً و نقلاً ممکن نہیں......

۱۔ نظام الدین حسن نیشاپوری' تفسیرِ نیشاپوری' جلد اول، ص ۵۵، جلد ۸، ص ۶۶

۲۔ شیخ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان' جلد اول' ص ۵۴۸

۳۔ شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی، کشف الخفاء، جلد اول، ص ۱۳۱۱، حدیث نمبر ۸۲۷

۴۔ احمد قسطلانی، المواھب اللدنیہ، جلد اول، ص ۹

۵۔ زرقانی شرح المواھب اللدنیہ، جلد اول، ص ۵۶

۶۔ عبدالحق محدث دھلوی' مدارج النبوۃ، جلد دوم، ص ۲

۷۔ علامہ فاسی' مطالع المسرات، ص ۲۷

۸۔ عبدالعزیز دباغ، ابریز، ص ۲۲۶

۹۔ شیخ روزبھان تفسیرِ عرائس البیان، جلد اول، ص ۲۳۸ء

۱۰۔ ابن الحجر الھیتمی، فتاویٰ حدیثیہ، ص ۵۹ اور ۶۰

ماضی قریب کے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء نے بھی حدیث نور کا ذکر فرمایا مثلاً:۔

۱۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی صلوٰۃ الصفانی نور المصطفیٰ،

۲۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حدیث نور کی تصدیق، تائید کی ہے۔[۱۲]

۳۔ اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، ص ۵..... رسالہ النور، ص ۲۳۔۲۵تیز الرافع والواضع ۔ ص ۳۴!

۴۔ اسماعیل دہلوی، رسالہ یکروزی، ص ۱۱

۵۔ نواب وحید الزماں ھدیۃ المہدی، ص ۵۶ ۳!

○

آپ نے ملاحظہ فرمایا..... کہ محدثین و مفسرین اور اہل سیر نے اس حدیث کو مصنفِ عبد الرزاق کے حوالے سے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا اور صدیوں سے نقل کرتے چلے آرہے ہیں..... گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی نے اختلاف نہ کیا..... تمام مکاتبِ فکر نے یہی عقیدہ رکھا..... کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا لیکن اب کچھ عرصے سے قدیم کتابوں کے متون کی تخریج و تحقیق کے بہانے متون میں حذف و اضافے کی مہم چلی ہے..... یہ حرکت اہل علم اور اہل تحقیق کی نظر میں سخت مذموم ہے..... اس کا مقصد سیاسی نظر آتا ہے اور وہ مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو گھٹایا جائے اور اسلافِ کرام کا اعتبار اٹھایا جائے..... کیونکہ ان دونوں حقیقتوں نے ملت کو مستحکم کر رکھا ہے..... ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا تھا۔ ”دورِ جدید میں ملتِ اسلامیہ کا اصل مرض سلف صالحین سے اعتبار و اعتماد کا اٹھ جانا ہے“۔ اس حدیثِ پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ہے..... عظمت کے احساس سے ایمان محکم ہوتا ہے..... اور دشمنانِ اسلام کا مقصد ایمان کو کمزور کرنا ہے..... اس لئے ان کے نزدیک عظمت کا انکار ضروری ہے..... (معاذ اللہ) قرآن و حدیث کے حوالے دے دے کر عظمت مصطفیٰ کے خلاف لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے اور بعض لوگوں کے سمجھ میں بھی آنے لگتا ہے لیکن وہ آیات و احادیث نہیں پیش کی جاتیں جن سے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قائم ہو..... حالانکہ قرآنِ کریم ایسی آیات شریفہ اور کتب احادیث ایسی احادیث مبارکہ سے معمور

ہیں..... جب کتابوں کے متون میں تحریف کی جائے گی اور ان الفاظ وعبارات کو نکال دیا جائے گا جن کے حوالے چودہ سو برس سے علمائے سلف دیتے چلے آرہے ہیں...... تو لامحالہ جدید محرّف کتابیں پڑھ پڑھ کر علمائے حق سے پڑھنے والے بدگماں ہوں گے کہ ان کتابوں میں وہ الفاظ وعبارات ہیں ہی نہیں جن کے حوالے انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں دیئے ہیں...... چنانچہ تحریف کے نتیجے میں بدگمانی کی یہ صورتحال پیدا ہو چکی ہے اور مخالفین کی غلط تحقیق نے محققین کو بھی شک وشبہ میں مبتلا کر دیا ہے...... حقیقت یہ ہے کہ بہت سے جھوٹ قابلِ اعتماد شخصیات کے منہ سے نکل کر سچ کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں...... ضمناً یہ بات عرض کرتا چلوں کہ حیدرآباد دکن میں ڈاکٹر یوسف الدین ''المصنف'' کے جس نسخے کو ایڈٹ کر رہے تھے وہ اُن کے انتقال کے بعد اُن کے اسلاف کو ملا...... فقیر نے بالواسطہ رابطہ کیا اور مخلصی جناب ولی ذاکر صاحب (حیدرآباد دکن) نے اس سلسلے میں بڑی مدد کی...... ان کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ ''المصنف'' کا قلمی نسخہ موجود ہے...... پھر فقیر نے دریافت کیا، کیا اس مخطوطے کی کسی حدیث کی نقل یا اصل مل سکتی ہے؟...... جواب ملا کہ مل سکتی ہے...... لیکن جب حدیثِ نُور کا ذکر کیا تو ''المصنف'' کے اصل مالک خاموش ہو گئے...... بار بار لکھا، کوئی جواب نہیں ملا...... پھر مجبی سید جلال قادری (کمرشل اتاشی امریکن ایمبیسی، جدہ) کو لکھا گیا...... وہ حیدرآباد دکن کے ایک علمی و رُوحانی خاندان کے چشم وچراغ ہیں...... انہوں نے بہت کوشش کی...... لیکن کامیابی نہ ہو سکی...... جب یہ خبر ملی کہ ''المصنف'' کے مطبوعہ نسخوں میں حدیثِ نُور نہیں تو اس سے اُس شبہہ کو تقویت ملی کہ عالمی سطح پر یہ کوشش کی جارہی ہے کہ ''المصنف'' کے جہاں جہاں قلمی نسخے ہیں اُن سے حدیث نُور نکال دی جائے یا وہ نسخے غائب کر دیئے جائیں چناں چہ مواھب اللدنیۃ کے جدید ایڈیشن میں حدیث جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نیچے محشی نے بغیر تحقیق لکھدیا ہے:-

''وھذا الحدیث لا وجود لہ فی مصنف عبدالرزاق'' ۱۴

(اور یہ حدیث وہی ہے جس کا مصنف عبدالرزاق میں وجود ہی نہیں)

حیرت ہوتی ہے کہ کس دیدہ دلیری سے یہ بات لکھدی...... مولانا محمد نذیر نعیمی صاحب جو آج کل ملک شام میں پڑھ رہے ہیں انہوں نے معلوم کیا کہ صنعاء (یمن) کے کتب خانے میں ''المصنف'' کا جو کامل نسخہ تھا وہ موجود ہے یا نہیں؟...... جواب ملا...... کہ اب نظر نہیں آرہا...... چوں کہ امام عبدالرزاق صنعاء میں رہتے تھے اس لئے یقین ہے کہ یہ نسخہ کامل واکمل ہوگا...... حق کو جتنا چھپایا جائے وہ ظاہر ہوکر رہتا ہے...... گزشتہ سال (۲۰۰۴ء) افغانستان میں ''المصنف'' کا کامل نسخہ دستیاب ہوگیا ہے...... جس میں یہ حدیث موجود ہے...... تلاش وجستجو کا سہرا دو حضرات کے سر ہے...... ایک شیخ عیسیٰ مانع (سابق وزیر اوقاف، دبئی) اور دوسرے علامہ محمد عباس رضوی (دوبئی) ۱۵...... افغانستان کے اس قلمی نسخے میں یہ حدیث پاک ان تین راویوں سے مروی ہے جن کا اوپر ذکر کیا گیا...... اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو اپنی بیکراں نعمتوں اور رحمتوں سے نوازے کہ انہوں نے حق ظاہر فرمادیا...... امید ہے کہ جلد از جلد اس قلمی نسخے کا تفصیلی تعارف اور حدیثِ پاک کا عکس شائع کردیا جائے گا۔

۲۶/ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ
۸/جنوری ۲۰۰۵ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد عفی عنہ
۲/۱۷-اے-سی، پی ای سی ایچ سوسائٹی،
کراچی (سندھ)
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

تعلیقات وحواشی

۱۔ امام عبدالرزاق، المصنف، مخطوطۂ افغانستان، جلد اول، حدیث ۱۸ (بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ) نومبر ۲۰۰۴ء، ص ۹)

۲۔ ترمذی شریف، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۸۵۲

تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:۔

۱۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۲۔ الاصابہ للعسقلانی، ج ۱، ص ۲۲۲، مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء

۳۔ الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب للقرطبی، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۵ء

۴۔ تجرید اسماء الصحابہ، ج ۱، ص ۳۷ مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت

۵۔ تاریخ کبیر امام بخاری، ج ۲، ص ۲۰۷ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۶۔ طبقات کبریٰ ابن سعد، ج ۳، ص ۴۷۵ دار صادر، بیروت

۷۔ المستدرک امام حاکم، ج ۳، ص ۵۶۴

۳۔ آپ کے تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:۔

۱۔ سیر أعلام النبلاء للذہبی، ج ۶، ص ۱۵۵ مطبوعہ دار الفکر، بیروت

۲۔ تذکرۃ الحفاظ للسیوطی، ج ۱، ص ۱۲۷ مطبوعہ حیدر آباد دکن

۳۔ تہذیب الکمال، ج ۱۷، ص ۲۶۳، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۵۲ مطبوعہ دار صادر، بیروت

۵۔ تاریخ کبیر امام بخاری، ص ۱، ص ۲۱۹

۶۔ ثقات ابن حبان، ج ۵، ص ۳۵ مطبوعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن

۴۔ سیر اعلام النبلاء جلد نمبر ۵، صفحہ ۳۵۴ سے ۳۶۱ بحوالہ رضائے مصطفیٰ (گوجرانوالہ)، نومبر ۲۰۰۴ء) ص ۱۰

۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۶، ص ۱۵۹

۶۔ تہذیب الکمال، ج ۳، ص ۲۹۷

۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صحیفہ ہمام بن منبہ، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۹۵۶ء، صفحہ ۵۵

۸۔ امام عبدالرزاق بن ہمام کے تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:۔

۱۔ سیر الاعلام النبلاء، ج ۹، ص ۵۶۳، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

۲۔ تہذیب الکمال، ج ۱۱، ص ۴۴۷، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

۳۔ شذرات الذھب لابن العماد، ج ۲، ص ۲۷، دار المسیرۃ، بیروت

۴۔ الاعلام للزرکلی، ج ۳، ص ۳۵۳، دار ابن حزم، بیروت

۵۔ التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۶، ص ۱۳۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۹۔ محمد عباس رضوی، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۲۰۰۴ء ص ۱۱

۱۰۔ ''المصنف'' ۱۹۷۰ء میں المکتبۃ الاسلامی، بیروت سے ۱۱ جلدوں میں شائع ہوئی۔ حبیب الرحمن اعظمی نے تحقیق وتخریج اور تعلیق کی...... پھر ۲۰۰۰ء میں ڈاکٹر نصر الدین الازہری کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیہ، بیروت سے ۱۲ جلدوں میں شائع ہوئی۔

۱۱۔ ای میل، مورخہ ۳۰ جون ۲۰۰۴ء

۱۲۔ فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۵۷ مطبوعہ قرآن محل، کراچی

۱۳۔ مفتی محمد خان، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ۔ (گوجرانوالہ) نومبر ۲۰۰۴ء، ص ۹

۱۴۔ مواھب اللدنیہ، مطبوعہ دار الکتب علمیہ، بیروت، ص ۳۷

۱۵۔ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، نور الحبیب، (بصیر پور)، جولائی ۲۰۰۴ء، ص ۳۔۶

اختتامیہ

اس کتاب کے مرتب فرزند طریقت جناب محمد علی سومرو زید حبہٗ سراپا اخلاص اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیدائی اور فدائی ہیں......جس خلوص و محبت سے وہ اپنے برادر طریقت جناب شعیب افتخار زید مجدہٗ سے اس کتاب کی کمپوزنگ کرا رہے ہیں وہ خلوص دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور نہ صرف مشرف ہوئے بلکہ بیعت مصافحہ کی بڑی سعادت سے مشرف ہوئے اس سرفرازی پر وہ دلی مبارک باد کے مستحق ہیں مولی تعالیٰ دارین میں خوب خوب نوازے اور یہ خواب مبارک فرمائے......آمین!

بطور تحدیث نعمت یہاں اُن کا خواب اُن کی اپنی زبان میں پیش کیا جا رہا ہے، وہ اس خواب سے وہ کراچی میں ۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ (۱۹ر جنوری ۲۰۰۵ء) کو اذان فجر کے وقت مشرف ہوئے......

دیدار گہر بار

اللہ کے فضل وکرم اور آپ کی دعا سے ۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ (۱۹ر جنوری ۲۰۰۵ء) کو ایک اچھے خواب سے مشرف ہوا ہوں (میں نے دیکھا) لوگ جمع ہیں ایک آواز آئی کہ ''یہاں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف فرما) ہیں''......میں نے کہا، کہاں'' ہیں؟ (اتنے میں) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو قریب گیا ہاتھ مبارک کا بوسہ دیا......آپ نے مجھ پر محبت و شفقت فرمائی......آواز آئی کہ ''تم نے خوب لطف اٹھایا'' کیوں کہ میں آپ کی آنکھ کی

طرف دیکھتا رہا، مجھے ایک نور (ظاہر) نظر آیا اور کشش (پیدا ہوئی)...... یہ منظر مجھے خاص یاد رہا، اس دوران مجھ پر ایک روحانیت سے چھائی رہی اور یہ محسوس ہوتا رہا کہ مجھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی...... آپ کی آنکھوں کا خوب مشاہدہ کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور آواز بھی آئی کہ "سرکار صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں"......اس دوران آواز آئی کہ "تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا"......حضرت اس موقع پر کوئی گفتگو بھی ہوئی مگر مجھے یاد نہیں رہی۔ حضرت یہ سب آپ کے روحانی فیض کا اثر ہے حالاں کہ ایسے خواب کبھی دیکھنے کو نہ ملے...... (مکتوب ۹/ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ ۲۰/ جنوری ۲۰۰۵ء)

یہ خواب اُس وقت دیکھا گیا جب برادرم محمد علی سومرو صاحب فقیر کا رسالہ "حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحقیقی جائزہ" کی کمپوزنگ کرانے میں مصروف تھے اس لیے اس خواب کو حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت کے لیے ایک "منامی شہادت" بھی کہا جا سکتا ہے......اہل عقل اس کو نظر انداز کر سکتے ہیں مگر اہل محبت اور اہل دل ہرگز اس خواب کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

دل نور، جگر نور، زباں نور، نظر نور
یہ کیا ہے مری خاطر ناشاد کا عالم!

۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ
شب جمعۃ المبارک
وعید الاضحیٰ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ ۲/۶، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف و عبد الراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی شاپ نمبر B-2 سرجج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281 موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال ۳۸۔اردو بازار لاہور فون نمبر۔042-7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔
کنڈ بالہ (مجاہد آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 وائٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701، P.O.Box:1515 ٹیلیفون: (914)709-1705 فیکس: (914)709-1593

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B67 7JD، انگلینڈ، U.K.۔

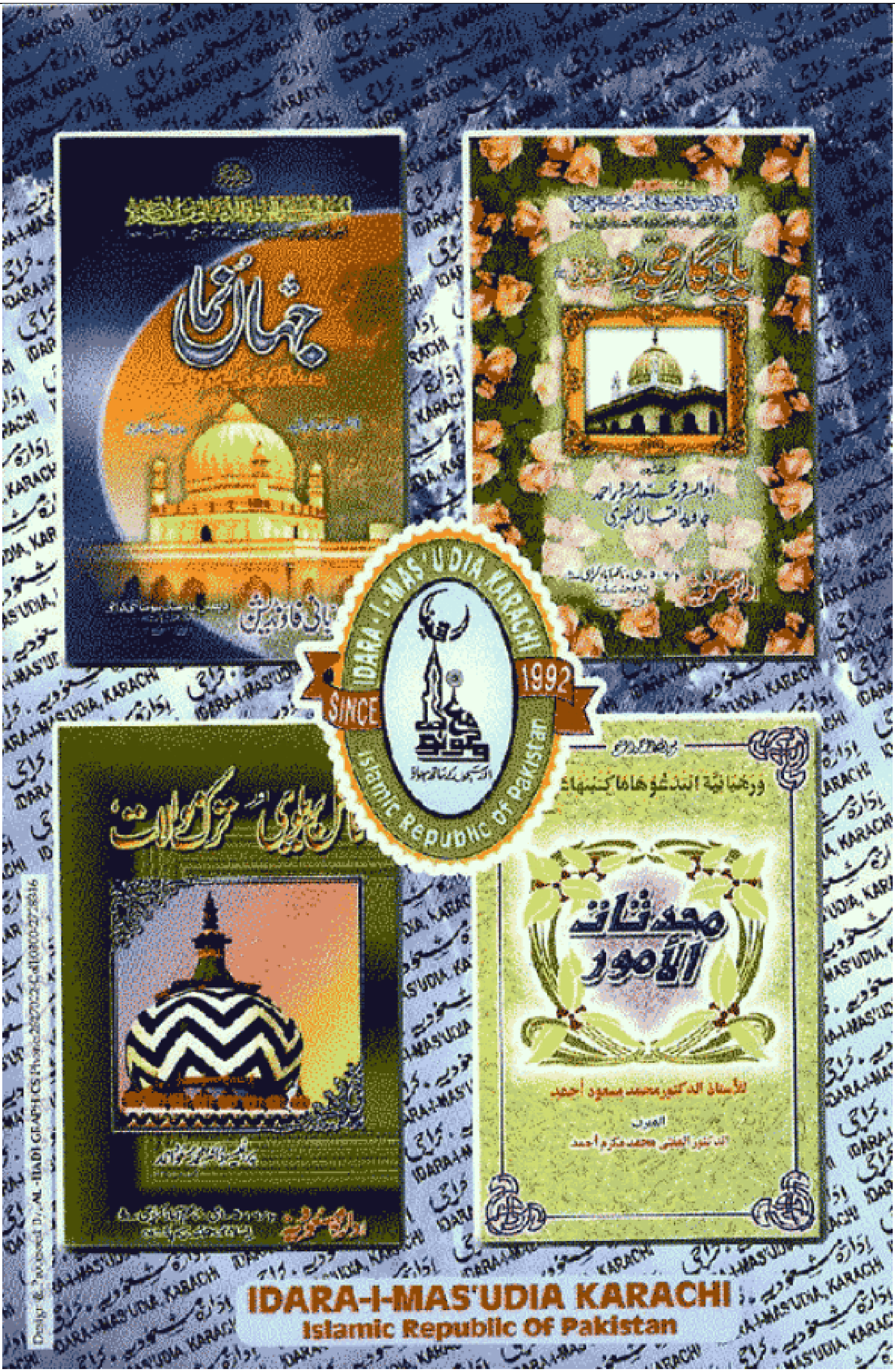
IDARA-I-MAS'UDIA KARACHI
SINCE 1992
Islamic Republic of Pakistan
IDARA-I-MAS'UDIA KARACHI
Islamic Republic Of Pakistan